شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف صاحب راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ

☆......☆......☆......☆......☆ حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی ☆......☆......☆......☆......☆......☆

علمی دنیا اور اصحاب علم وتحقیق زہد وتقویٰ کے حلقوں میں حضرت باباجی شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کیمحتاج نہیں۔ آپ بلاشبہ ایک فقیر منش' خاموش طبع' حقیقی عالم ربانی' لائق ترین مدرس' قابل اتالیق' لائق تقلید استاد اور منیب الی اللہ ولی اللہ تھے۔ درس وتدریس اور کتاب ومطالعہ آپ کی طبیعت ثانیہ تھا۔ صحیح بخاری اور مسلم شریف کی روایت کے مطابق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے قیامت کی علامات میں سے ایک علامت علم کا اس دنیا سے اٹھ جانا ہے اور یہ علامت اہل علم و فن کے اس دار فانی سے رحلت کی صورت میں پوری ہوگی آپ ﷺ کا فرمان قحط الرجال کے اس دور میں پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔ چند ہی برسوں میں بڑے بڑے جبال العلم اور اصحاب معرفت اس دنیا سے چلے گئے۔ جن کا خلاء ابھی تک پر نہ ہوسکا۔ کہ ہمیں 14-13 جنوری 2014ء کی درمیانی شب 12 ربیع الاول 1435ھ کو حضرت باباجی شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف صاحب بھی جدائی دے گئے۔ مولانا محمد یوسف جیسے باکمال فرزندارجمند آئے روز پیدا ہوتے ہیں اور نہ ہی قدرت روز روز کسی کو منظر عام پر لاتی ہے۔ ایسے خوش نصیب لوگ خاص ماؤں کی کوکھ سے جنم لیتے خاص آغوشوں میں پلتے خاص باہنوں میں جھولتے' خاص ہاتھوں میں پرورش پاتے' خاص کندھوں پر کھیلتے' خاص خاص شخصیات کی زیر تربیت رہ کر کسی قوم کی رہنمائی کیلئے میدان میں آتے ہیں۔ ایسے افراد زمین کا نمک ہوتے ہیں۔ یہ لاکھوں دعاؤں کا ثمر' ہزاروں آہوں کا اثر اور سینکڑوں ذہنوں کا عطر ہوتے ہیں ان کے علم وعمل کے کردار کی جستجو سے دماغ جلا پاتے ہیں۔

حضرت باباجی شیخ الحدیث کی شخصیت ایسی جامع اور ہمہ گیر تھی اور ان کا کارنامہ حیات اپنے اندر اتنے گوناگوں اور متنوع پہلو رکھتا ہے۔ کہ آنے والے وقتوں میں بھی بہت کچھ لکھا جائے گا۔ راقم المعروف کا مسلسل بیس اکیس سال حضرت باباجی سے تعلق خاطر رہا۔ اس طویل عرصہ میں آپ کو جلوت میں بھی دیکھا اور خلوت میں بھی' کیونکہ آپ کی شخصیت کے ہمارے پورے گاؤں موضع ڈاہر ضلع اوکاڑہ خصوصاً ہمارے خاندان پر بڑے احسانات ہیں۔ والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب جامعہ محمدیہ للبنات اہلحدیث کوٹ رادھاکشن قصور نے درس نظامی کے جملہ علوم کی تدریس ان کی زیر تربیت تکمیل کی۔

میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ ایسے اپنے پیارے خادم اسلام اور داعی و مربی قرآن وحدیث ہمہ صفت شخصیت کو قریب سے دیکھنے اور خدمت کرنے کا موقعہ ملا اسے اپنی زندگی کا حاصل اور ایک بہترین انعام سمجھتا ہوں۔ بلکہ زیادہ اہم کہ اگر کہوں کہ زندگی کارخ متعین کرنے اور اسے بامعنی بنانے میں جس چیز نے اصل کردار ادا کیا وہ یہی تعلق تھا۔ اس سلسلہ میں قارئین کرام آپ کو پہلے حصہ میں حضرت باباجی شیخ الحدیث کی زندگی کے تعلیمی مراحل' اساتذہ کرام' رفقاء کرام' دارالحدیث کی بنیاد وغیرہ دوسرے حصہ میں نے اس دوران جو کچھ دیکھا سنا یا جو باتیں میرے مشاہدے میں آئیں ان کا تذکرہ ملے گا۔

نام محمد یوسف ولدیت کمال دین بن حق نواز کنیت ابوالسلیم سن ولادت 1919ء جائے پیدائش چک سومیاں عرف موضع اعوان ضلع فیروز پور بھارت' دارالحدیث نذیریہ مسجد اہل حدیث گنبد والی فیروز پور' مدرسہ قمر الہدیٰ عثمان والا قصور' مرکز اسلام جامعہ محمدیہ لکھو کے فیروز پور' مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام امرتسر' مدرسہ دارالکتاب والسنۃ دہلی میں زیر تعلیم رہ کر ان شیوخ کرام سے حاجی دل محمد اعوانؒ 'مولانا محمد قلعویؒ شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ 'مولانا محمد داؤد ارشد کوٹلویؒ مولانا عطاء اللہ لکھویؒ مولانا نیک محمد جہلمیؒ مولانا محمد حسین ہزارویؒ مولانا عبداللہ بھوجیانیؒ شہید' مولانا عبدالرحیم بھوجیانی شہید' مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ امام حافظ عبدالستار دہلوی جیسی شخصیات علمی سے استفادہ کیا آپ کے رفقاء میں مولانا عبدالعظیم انصاریؒ قصور' حافظ محمد یحیٰ' عزیز مہر محمدیؒ مولانا محمد یحیٰ فیروز پوری' مولانا عبدالواحد شامل ہیں۔ بطور خطابت اور تدریس کا آغاز جامعہ مسجد اہل حدیث شیخانوالی چونیاں' مدرسہ دارالعلوم سرجیہ ضیاء السنہ جنگ' جامع مسجد اہل حدیث تھر کامل قصور' جبکہ 1949 کو حافظ محمد اعظم محدث گوندلویؒ اور حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ کے دست مبارک سے دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی رجووال کا سنگ بنیاد کی صورت میں ابتداء کی۔

دینی سماجی خدمات

تحریک پاکستان' مہاجرین کی خدمت قیام وطعام میں سرگرم' تحریک ختم نبوت ﷺ 4 ماہ قید ڈسٹرکٹ جیل ساہیوال' تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں سرگرم' مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے پلیٹ فارم پر تمام زندگی بسر کی ضلع ساہیوال' ضلع اوکاڑہ کی امارت مختلف اوقات میں رہی' مسلکی جماعتوں کے علاوہ دیگر مسالک کے اکابرین کے ساتھ باہمی مراسم اتفاق واتحاد کے حوالے سے رہے' قصور سے ساہیوال سے ہیڈ سلیمانکی سے پاکپتن تک یعنی ضلع پاکپتن' ساہیوال' اوکاڑہ اور قصور کے کئی گاؤں اور قصبہ

جات میں مساجد اہل حدیث کا قیام انہی کی کاوشوں سے تکمیل کو پہنچی۔ مساجد مدارس' غرباء لاوارث' پریشان حال' یتیم طلباء اور جماعتی رسائل و جرائد کے ساتھ تعاون و معاونت کرنا روزمرہ کا معمول زندگی رہا۔ حج وعمرہ کی سعادت' حج بیت اللہ شریف کی سعادت اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین مرتبہ نصیب کی دوبارہ اپنی جیب سے ایک مرتبہ حج بدل جبکہ عمرے کیلئے کبھی الگ نہیں گئے۔ بخاری شریف دارالحدیث میں تقریباً آپ کو 25 مرتبہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دارالحدیث کی دعوۃ وارشاد اکیڈمی کی طرف سے آپ کی تالیفات و دیگر علماء کی کتب درجنوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں اصلاح وتربیت وتزکیہ نفس' دینی احکام ومسائل' اسلاف کی یادوں کے تذکرے' کی صورت میں آپ علمی مقالات ہفت روزہ الاعتصام' ہفتہ روزہ اہل حدیث' ہفتہ روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ماہ نامہ الاخوۃ لاہور پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی میں اکثر شائع ہوتے رہتے تھے۔ اولاد کل چار بیٹے تھے مولانا عبداللہ سلیمؒ جواں عمری میں بطور ناظم مدرسہ وفات پا گئے ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن یوسف فاضل مدینہ یونیورسٹی' حافظ عبیداللہ احسن ڈاکٹر حافظ عبیدالرحمٰن محسن دارالحدیث راجووال کی ترقی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ پانچوں بیٹیاں اپنے گھروں میں آباد قرآن وحدیث کے فروغ میں مصروف کار ہیں۔

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے تاثرات

دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ ہماری جماعت کے مخلص' نیک اور نامور بزرگ' مولانا محمد یوسف صاحب کے زیر اہتمام چلنے والا وہ منفرد دینی ادارہ ہے۔ جس کی مثال انہوں میں ہی نہیں بیگانوں میں بھی فال ہی ملے گی۔ شہروں سے دور ایک چھوٹی بستی میں جو ہر چہار طرف سے بدعت و خرافات کے مراکز میں گھری ہوئی ہے۔ آج سے پچیس برس قبل کتاب وسنت کی آواز سے آشنا ہوئی اور اپنے گہوارے میں سنت کے شیدائیوں اور فدائیوں کا ایک مرکز بلند ہوتا ہوا دیکھنے لگی جو آج ماشاءاللہ اس قدر بالا و بلند ہو چکا ہے کہ پوری بستی اس میں سمٹ آئی ہے اور اس نے نہ صرف اس بستی کو گرد و پیش میں متعارف کروایا ہے بلکہ اس کی شہرت پاکستان بھر میں پھیل چکی ہے۔ مجھے بارہا اس مرکز شوق میں حاضری کا موقعہ ملا میں نے اسے ہمیشہ پہلے سے اجلا' اعلیٰ اور بلند و بالا ہی پایا اور خود یہ بھی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ اس طرح کے مراکز کس طرح گرد و پیش کی بستیوں کیلئے مینارہ نور بن جاتے ہیں اور کتاب وسنت کے ابر رحمت کے برسنے کا ذریعہ قرار پاتے ہیں۔ خداوند عالم اس منبع رشد و ہدایت کو تا ابد سلامت رکھے اور اس کے منتظمین اور معاونین کو دارین میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

ابتداء اور انتہاء اللہ تعالیٰ کی بندگی

کتاب المعاصرہ سبب المنافرۃ میں ایک معروف کہاوت ہے اور بہت حد تک صادق بھی آتی ہے۔ ہم عصروں میں رقابت اور پھر منافرت چلتی ہے، لیکن جب کسی کے ساتھ تعلق عقیدت مندانہ اور نیاز مندانہ ہو اور اس کی بنیاد خلوص اور اخلاص نیت پر ہو محبت کا منشاء ذات نہیں بلکہ صفات ہوں اور محاسن و کمالات ہی وجہ گرویدگی ہو تو منافرت حسد اور بغض وعناد کو دور دور سے بھی راہ نہیں ملتی۔ عادات وخصائل ہی دوری اور بعد کا باعث بنتی ہیں اور قریب کا باعث بھی یہی ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی کو بیان فرمایا۔

ولو کنت فظا غلیظ القلب لا ففضوا من حدالک (آل عمران 159) ترجمہ اے نبی! اگر تو ترش رو اور سخت دل ہوتا البتہ بھاگ جاتے وہ تیرے گرد سے ' حضرت باباجی شیخ الحدیث کمالات اور خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ للہیت' تقویٰ' انابت' رجوع الی اللہ' خشیت الٰہی ان کے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے تھی اور زندگی کی شناخت اور پہچان اللہ تعالیٰ کی بندگی اطاعت رسول ﷺ اور اعمال صالحہ کی دعوت تھی۔ مختصر کے طور پر کہوں کہ ان کی زندگی کا آغاز اللہ سے تھا۔ انتہا بھی اللہ سے ہی ہوئی شعر۔

جو کل تک وجہ بینائی تھے ہر اہل بصیرت کو
وہی فردوس میں ہیں نور بخش دیدہ آج

طلبہ میری برادری

کسی بھی درسگاہ کا متعلم جب کبھی یا کسی ادارے کے طلباء ملنے کی صورت میں حاضر خدمت ہوئے آپ کا برتاؤ ان کے ساتھ علماء جیسا ہوتا تھا فرماتے یہ میری دینی نسبت سے برادری ہے میں نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ یا ان کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی تو پھر کون کریگا۔

متعلمین بخاری کے ذمہ امور

والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف اپنے دور طالب علمی کے حوالے سے بتارہے کہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ' حجامت ولباس سنت کے مطابق' رات گئے تک مطالعہ کا ذوق' بالخصوص جمعۃ المبارک کے روز بخاری کے ہر طالب علم پر لازم تھا کہ غسل کرنا' سفید لباس زیب تن کے علاوہ پانچ سو بار درود شریف' سورہ کہف کی تلاوت اور بارہ نوافل کی ادائیگی نماز جمعہ کی پہلی اذان تک۔ آپ کی شفقت وتربیت کی بدولت ہم ذوق وشوق سے ان باتوں پر عمل کرتے تھے۔

امامت و خطابت کا فریضہ

حضرت شیخ باباجی فرمایا کرتے تھے۔ امامت و خطابت کا فریضہ بڑی بھاری ذمہ داری والا معاملہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مصلیٰ کے جانشین بننا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و فضل کا کمال ہے۔ جس قدر فریضہ اہم اس قدر پیشہ کا خیال رکھنا بھی لازم آتا ہے۔ بطور مثال فرماتے کہ تسبیح کے دانے اور اس کا امام صاحب فہم کیلئے اشارہ کافی ہے۔ یہ پیشہ تحمل بردباری' صبر اور استقامت کا میدان ہے۔ آپ اپنے زیر تربیت طلبہ کو نصیحت کرتے تھے کہ امام صاحب کو اذان سے قبل مسجد پہنچنا چاہئے۔ امام صاحب کو مسجد میں ہی فرائض سے قبل اور بعد والی سنن اور نوافل کو ادا کرنے چاہئیں تاکہ کسی مقتدی کو شک اور شکایت کا موقعہ نہ ملے کہ ہمارے امام صاحب سنن یا نوافل کو شاید ادا نہیں کرتے۔

علم و عمل کا پیکر

سالوں پر محیط صحبت و مجالست کے باوصف میں نے نہیں دیکھا آپ سے کبھی کوئی ایسا قول و عمل صادر ہوا ہو جو معصیت کے دائرے اور گناہ کے زمرے میں آتا ہو' کیونکہ آپ کا طرز عمل اور رہن سہن مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صبغۃ اللہ میں رنگا ہوا تھا۔ جو ہر دم خیر و بھلائی اور نیکی کے راستے پر گامزن رہتا تھا۔ ایسی شہادتیں فی زمانہ کسی شخصیت کو دیکھنے میں کم ہی ملتی ہیں مگر صرف سلف امت کے روشن کردار کے متعلق پڑھنے کو ملتی ہیں۔

عملی زندگی

انہیں ریاکاری سے نفرت تھی۔ بردباری ان کی فطرت تھی۔ لباس میں امارت نہیں نفاست چھلکتی تھی۔ حضرت باباجی کی زندگی بڑی سادہ تھی مگر جلال و جمال کا بہترین نمونہ تھی۔ مزاج میں باغ و بہار طبیعت رکھتے تھے یبوست اور خشکی آپ کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائی تھی۔ برجستہ گفتگو کرتے بسا اوقات علمی' ادبی' منطقی اور فلسفی نقاط کے ساتھ کوئی مزاحی بات سنا کر مجلس کو کشت زعفران بنا دیتے۔ مزاج میں شگفتگی کا عنصر غالب تھا۔ بامقصد گفتگو کرتے تھے آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ مولانا نے کسی سے اختلاف کے باوجود کسی کے خلاف جارحانہ اور خلاف ادب انداز اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اختلاف کے وقت خاموشی کا مظاہرہ کرتے۔ آداب گفتگو میں بڑی متانت اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے سلیقے سے بات کرنے کا ڈھنگ بخوبی جانتے تھے۔ احباب جماعت و عزیز و اقارب کی خوشی' غمی اور تیمارداری کرنا اپنا فرض منصبی گردانتے اس دوران مستحقین کے ساتھ مالی تعاون کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔

سالانہ کانفرنس' خطبہ جمعہ کا انعقاد

دعوت وتبلیغ کی غرض سالانہ کانفرنس میں کسی نامور عالم دین کا خطبہ جمعہ بچوں کے امتحانات کے بعد نتائج کے موقعہ پر یا تقریب بخاری کے مواقع پر مجھے آپ اکثر یاد کرتے تھے۔ راقم الحروف وہاں اپنی حاضری کو بھی یقینی سمجھتا تھا۔ اسٹیج سیکرٹری اور پریس کے معاملات میرے ذمہ ہوا کرتے تھے جبکہ میرے رفقاء میں حافظ حسن محمود کمیرپوری اور مولانا حکیم عبدالغفار صاحبان ہوا کرتے تھے۔

عقیدہ آخرت کی کمزوری کے نقصانات

حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کا عقیدہ آخرت کمزور ہوگا وہ اپنی زندگی کو کبھی با مقصد نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ مومن تقویٰ کی بدولت اپنا ہر لمحہ با مقصد اور گناہ سے بچتے ہوئے گذارنے کی سعی میں ہوتا ہے۔ اسے اپنے حقیقی خالق و مالک اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہے۔ مگر عقیدہ آخرت کی کمزوری والا گناہ سے بچنا تو درکنار گناہ پہ گناہ سرزد ہونے کے باوجود اسے توبہ تک کی سوچ نہیں آتی اپنے رب سے ہمیشہ ڈرتے ہوئے اپنی آخرت کی فکر میں رہ کر اپنے روزمرہ معمولات کو گزارنا چاہئے۔

قوت حافظہ و یادداشت

شدید علالت سے قبل تک اللہ تعالیٰ نے حضرت باباجی کو زبردست قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ برسوں کی سنی بات دیکھی ہوئی شخصیت کا نام اور کام یاد ہوتا حافظہ کی سکرین سے محو نہ ہوتا بلکہ محفوظ ہوتا۔ اپنے دور طالب علمی اور بعد کے حالات وواقعات کا تذکرہ سن کر سننے والا آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوتا۔ اور کہتا آپ کا حافظہ واقعی بڑا با کمال ہے۔

اکابر سے محبت اعتماد

مشکوۃ شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ نزول برکت اکابر کے ساتھ وابستگی میں ہے۔ حضرت باباجی اپنے اساتذہ کرام دیگر شیوخ اسلاف اور اکابر علماء کے ساتھ وابستگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ کی کوئی نجی مجلس ہو یا مجمع عام میں آپ کا کوئی وعظ ہو یا تقریر۔ اکابر کے تذکرہ سے خالی نہ ہوتی اور ہاں محض روکھا پھیکا تذکرہ ہی بلکہ تذکرہ کے ساتھ اپنی تعلیمی عقیدت اور دلی اور روحانی وابستگی کا اظہار اپنی پرنم آنکھوں اور اس سے بڑھ کر آنسوؤں سے کرتے۔

بیٹھا ہوں دل میں یار کو مہمان کیے ہوئے
روئے زمین کو کوچہ جاناں کیے ہوئے

قرون اولیٰ کے قافلہ کا بچھڑا ہوا فرد

ان سے گفتگو کے دوران علمائے کرام کی خدمات پر بات چلتی تو میں عرض کرتا میری زندگی میں چند برسوں کے اندر اس قدر علمائے کرام کی رحلت کے مناظر کا تصور ذہن میں آتا ہے تو دل ودماغ کی کیفیت کی صورت حال ناقابل بیان ہوتی ہے۔ جواب میں فرماتے کہ سرسبز وشاداب باغ کو جس طرح اچانک طوفان تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔ باغ کا مالک یا پامالی اپنے باغ کو دیکھتا ہے تو جس طرح اس کی کیفیت نہ قابل بیان ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنے رفقاء کے بعد اسی کیفیت سے دوچار ہوں۔ اپنے اسلاف کے قافلہ کا بچھڑا ہوا فرد ہوں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مشروط وعدہ

حضرت باباجی دارالحدیث کے تبلیغی پروگرام کے سلسلے میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں وعدہ لینے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ شاہ جی فرمانے لگے میں اس شرط پر آپ کے ہاں آنے کو تیار ہوں کہ ادھر میری موجودگی میں مسلک دیوبند اختیار کرنے کا اعلان کرنا ہوگا۔ آپ نے فوری ان کے سامنے کہا کہ میرا مسلک اہل حدیث قرآن وحدیث کی حقیقی تعلیمات کا ترجمان ہے۔ آپ کے وعدہ کی مجھے قطعاً پرواہ ہیں۔ اس کے بعد کبھی آپ شاہ جی کا بیان تک سننے نہیں گئے۔

(یہ واقعہ جہاں مولانا مرحوم کے عقیدے کی پختگی پر دلیل ہے وہی ان احباب کے لیے غور وفکر کا باعث بھی جو مصلحتوں کا شکار ہو کر اپنے عقیدے ومسلک میں مداہنت اختیار کر لیتے ہیں (ادارہ)

اپنے اعمال کے محافظ بنو!

حضرت جی اکثر فرمایا کرتے تھے پہلی تو بات ہمارے پاس اہل بیت' صحابہ کرام تابعین' ائمہ دین اور دیگر اکابر امت جیسی نیکیاں کہاں ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے تو اپنی نیکیوں کو چھپانا چاہئے۔ تکبر' ریاکاری' کے ذریعے ان کو برباد مت ہونے دیں۔

قابل ذکر خوبی!

حضرت جی میں قابل ذکر خوبی مہمان نوازی اور خوش خلقی تھی۔ حفظ مراتب کا خیال رکھنا۔ دوسرے کی عزت کرنا' اس کا دل رکھنا' اس کے مقام مطابق ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر عزت دینا اور اکرام کرنا' موسم گرما ہو یا سرما' صبح ہو یا دوپہر' یا شام کا وقت جب بھی کوئی ملنے والا حاضر خدمت ہوتا آپ اسے میزبانی کے بغیر اسے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ بعض تو بے تکلف احباب سے یہ بات بھی برملا کہہ دیتے ہیں آپ کی ضیافت کیا کریں جو دل چاہتا ہے عرض کریں جواب میں مہمان عرض گزار ہوتا کہ قطعاً

ضرورت نہیں کھا پی کر آیا ہوں تو پھر شیخ جواب میں فرمایا کرتے دل میں کھانے کی تمنا تھی مگر آپ شرماتے ہوئے نہیں مانگ رہے یاد رکھیں ایک تو آپ نے جھوٹ بول کر گناہ حاصل کیا اور دوسرا نقصان اپنے پیٹ کو بھوکا رکھا مرضی ہے آپ کی؟

تربیتی انداز مثالی

اخلاق وکردار کی اصلاح وتربیت میں حضرت باباجی اگر کسی فرد استاد یا کسی عالم دین میں کوئی کمی یا غلطی کسی معاملے میں محسوس کرتے تو اسے انفرادی طور پر متوجہ کرتے' سخت' سست کہنے' ڈانٹنے' غصے میں بلند آواز میں بولنے یا دوسروں کے سامنے اس کی عزت نفس مجروح کرنے کی بجائے بڑے ہی پیارے انداز سے توجہ دلاتے کہ ان کے اس توجہ دلانے کے انداز میں بڑی مٹھاس پر پیار آتا تھا۔

انتقال ودعا

حضرت باباجی کو کسی قسم کا شدید مرض لاحق نہ تھا البتہ مختلف خدمات' کمزوری بڑھاپا نے نڈھال کر دیا تھا۔ وفات سے چند روز قبل دار الحدیث کے متعلم جہانگیر شبیر کے ذریعہ سے مجھے انہوں نے سلام اور ادھر آ کر ملنے کا پیغام دیا۔ میں نے اسی طالب علم کو واپس جواب میں عرض کیا عنقریب حاضر خدمت ہو رہا ہوں معلوم نہیں ان تک پیغام پہنچا ہے کہ نہیں 12-11 ربیع الاول 1435ھ 14-13 جنوری 2014ء کی درمیانی شب رات ایک بجے اپنے زندگی کے 95 برس کی بہاریں گزار کر فانی دنیا سے تعلق ختم کر کے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ادا کر کے قرض اپنی خدمت کا سحر دم وہ جاگا ہوا رات کا
ابد کے نگر کو روانہ ہوا مکمل سفر کا فسانہ ہوا
ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

یارب العالمین! تیرے محبوب کی امت مسلمہ میں سے علم وعمل کا سمندر تیرے حبیب کبریا کی مسند کا جانشین فرمانبردار بندہ عمل دنیا سے رشتہ منقطع کر کے تیری بارگاہ میں پہنچ چکا ہے۔ جس قدر دنیا میں تیری رحمت کا محتاج تھا اب اس سے کئی گناہ زیادہ رحمت کا حقدار ہے۔ ان پر رحم فرما وہ تمام عمر تیری واحدانیت کا اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دم بھرتے رہے اور یہی پُر عزم جذبہ اور راسخ عقیدہ اپنے شاگردوں میں پختہ کر کے یہاں سے چلے۔ یا اللہ حضرت باباجی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور دار الحدیث جامعہ کمالیہ کو تا قیامت شاد آباد رکھ اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین ثم آمین